سوموار
۵- ستمبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
جسٹرڈ نمبر
ایل ۵۳۵۷
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۱۹۷ | سوموار- ۲۷- ربیع الاول - ۱۴۱۵ھ '۵- تبوک ۱۳۷۳ ھش '۵- ستمبر ۱۹۹۴ء

دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے

جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اعمال میں نظر کرے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بد قسمت اور محروم ہے کیونکہ اس پر وہ وقت آجانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے۔ ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل اس کی طرف جھکتا ہے اور روح اور دل کی طاقتیں بھی (اس درخت کی طرح جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جائیں اور پرورش پالیں) ادھر ہی جھک جاتی ہیں اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتیں۔ اسی طرح پر وہ دل اور روح دن بدن خدائے تعالیٰ سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۳۰)

اسیران کیلئے درخواست دعا

○ میانوالی' لودھراں' قصور اور بعض دیگر علاقوں میں احمدی اسیران راہ مولا قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہے ہیں۔ میانوالی کے اسیران کو لگ بھگ ایک سال ہونے کو آیا ہے۔ لودھراں میں مربی سلسلہ مکرم نثار احمد صاحب اسیر ہیں۔ ان سب احباب کی جلد رستگاری اور مشکلات دور ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اور آپ ہی حامی و ناصر ہو۔

آسامیاں خالی ہیں

○ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مندرجہ ذیل آسامیاں خالی ہیں۔

۱- پتھالوجسٹ- تعداد ا
گریڈ= 4880-325-8130

۲- میڈیکل رجسٹرار- تعداد ا
گریڈ= 3804-258-6900
500 NPA

۳- آئی رجسٹرار- تعداد ا
گریڈ= 3804-258-6900
500 NPA

۴- ڈینٹل سرجن- تعداد ۲
گریڈ= 3804-258-6900
500 NPA

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال- ربوہ)

دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کے وعدہ کو ہمیشہ یاد رکھو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

ایمان بڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ کے انعام پر غور کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ ایمان۔ عقائد۔ اعمال۔ معاملات کے لحاظ سے بے نظیر نعمت (دین حق) ہے اور پھر (ایمان لانے والوں) میں سے وہ فرقہ جو (اللہ تعالیٰ کے ائمہ) کے سلسلے کو مانتا ہے ان سے بڑھ کر نہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی موید من اللہ نہیں۔

انسان اکیلی نماز زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز چھوٹی اور مختصر ہی ہو مگر اس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے ماتحت اعمال میں کس قدر زیادتی ہوتی ہے پس یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے جو خدا نے ہم کو دی ہے مگر اس انعام میں ان الفاظ کو بھی یاد رکھو کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" بڑی ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ یہ وعدہ کسی عام انسان کے ہاتھ پر نہیں بلکہ امام کے ہاتھ پر۔ نہیں۔ نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے خلاف کرنے والا منافق ہوتا ہے۔ پس ڈرنے اور رونے کا مقام ہے اور بڑے حزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے انعام یاد کر کے (صاحب ایمان) اس بات کو سوچے کہ وقت آتا ہے۔ (-) کوئی دوست آشنا۔ اپنا بیگانہ کام نہیں آتا۔ دنیا میں نمونہ موجود ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اس کی بیماری کو نہیں بٹا سکتے۔ یہ نمونہ اس بات کا ہے اور سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے وقت کوئی کام نہیں آتا کسی کی سفارش اور جرمانہ کام نہیں آتا۔ اس لئے اس دن کے لئے آج سے ہی تیار رہو۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کر کے محبت الٰہی کو زیادہ کرو۔ اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو اور اپنے وعدوں پر لحاظ کرو کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے" رنج و راحت۔ عسر و یسر میں قدم آگے بڑھائینگے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کریں گے۔ پھر کہتا ہوں کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ جھوٹ اور وعدوں کی خلاف ورزی کرتے کرتے انسان کا انجام نفاق سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو اس سے بچائے اور صدق۔ اخلاص اور اعمال حسنہ کی توفیق۔

(از خطبہ یکم شوال ۱۳۱۶ ہجری)

اپنے اعمال کو صاف کرو اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرو اور غفلت نہ کرو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۵۔ تبوک ۱۳۷۳ھش ۵۔ ستمبر ۱۹۹۴ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

○ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا در پیش ہے بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ وہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہئے کہ پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے۔ اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوبِ حقیقی اور محسنِ حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کم تر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

○ اصل راہ اور گُر خدا شناسی کا دعا ہے اور پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے ایک پنجابی فقرہ ہے "جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا" حقیقت میں جب تک انسان دعاؤں میں اپنے آپ کو اس حالت تک نہیں پہنچا لیتا کہ گویا اس پر موت وارد ہو جاوے اس وقت تک بابِ رحمت نہیں کھلتا۔ خدا تعالیٰ میں زندگی ایک موت کو چاہتی ہے جب تک انسان اس تنگ دروازہ سے داخل نہ ہو کچھ نہیں۔

○ خدا زمین و آسمان کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی۔ اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے اور خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے۔ اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔

○ کذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔ اسی طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اسے یہاں تک جرأت اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افترا کر لیتا ہے۔

○ اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو برا نہ کہتے پھرو بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اس کو بدل دے گا یا اسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بد عملیوں کے سبب آتی ہے ورنہ (صاحب ایمان) کے ساتھ خدا کا سایہ ہوتا ہے (صاحب ایمان) کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔

مقصودِ نظر لذتِ دیدار نہیں ہے
دل شیفتۂ شوخیٔ گفتار نہیں ہے
تھک ہار کے میں گرچہ یہاں بیٹھ گیا ہوں
منزل مری یہ سایہ دیوار نہیں ہے

ابو الاقبال

○

داستاں اس طرح سنائی ہے
جیسے برسوں سے آشنائی ہے

پر بُریدہ طیور اڑنے لگے
کس کی آواز ہے جو آئی ہے

کون کرتا ہے انقلاب کی بات
زندگی کس کو راس آئی ہے

وہ مرے زاوئے میں آئے گا
یہ خبر تو نہیں ہوائی ہے

تُو مِلا جیسے تُو مِلا ہی نہ ہو
لمحہ بھر وصل اور پھر جدائی ہے

مرے اندر کا شخص جاگ اٹھا
اب مرے ساتھ اک خُدائی ہے

ظلمتِ شب سے روشنی مانگو
شمع اس نے ابھی بجھائی ہے

جو سرِ شام گھر کو لوٹ آئے
اس کی تقدیر اس کو لائی ہے

کوئی سنتا نہیں نسیم کی بات
یوں تو ہر شخص اس کا بھائی ہے

نسیم سیفی

جھوٹ بولنے سے دل تاریک' اخلاقی و روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں

کذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔ اسی طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اسے یہاں تک جرأت اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افترا کر لیتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

انقلاب حقیقی

اس کے بعد دور موسوی شروع ہوا۔ یہ دور ایک نئی تبدیلی اور نیا انقلاب لے کر آیا۔ یعنی اب دین اور دنیا کو ملا دیا گیا اور کفر اور اسلام میں امتیاز پیدا کر دیا گیا۔ آدمؑ کے زمانہ میں صرف تمدن تک بات تھی۔ نوحؑ کے زمانہ میں شرک اور توحید میں ابتدائی امتیاز قائم ہوا۔ اور ایک محدود شریعت کی بنیاد پڑی۔ ابراہیمؑ کے زمانہ میں توحید کامل کی گئی۔ مگر موسوی زمانہ میں انسانی ذہن میں اس حد تک ترقی ہو چکی تھی کہ اب ضرورت تھی کہ دین و دنیا کے قواعد پر مشتمل ایک ہدایت نامہ نازل ہو۔ گویا ایک ہی وقت میں مذہب دین اور دنیا دونوں کا چارج لے لے۔ پھر اس زمانہ میں کفر و اسلام میں امتیاز پیدا کر دیا گیا تھا۔ موسیٰ سے پہلے کفر و اسلام میں امتیاز نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کافروں کی بیٹی لے لیتے اور ان سے تعلقات رکھتے۔ مگر موسوی دور میں دین حق نے علیحدہ اور ممتاز صورت اختیار کر لی تھی۔ جیسے آدمؑ اور نوحؑ کے زمانہ میں انسان نے ممتاز درجہ اختیار کر لیا تھا۔ اب تفصیلی ہدایات کی ضرورت تھی۔ جن کا تعلق تمدن سیاست اور روحانیت تینوں سے ہو۔ اس میں تمدنی ہدایات بھی ہوں کہ گھروں کو اس اس طرح صاف رکھو۔ آپس کے تعلقات میں فلاں امور ملحوظ رکھو اور اس میں سیاسی ہدایات بھی ہوں کہ بادشاہ یہ یہ کام کریں۔ اور رعایا کا بادشاہ سے یہ سلوک ہو۔ اور پھر اس میں روحانی ہدایات بھی ہوں کہ عبادت کس طرح کی جائے اور اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح حاصل کیا جائے۔ گویا اب ایک ایسے نبی کی ضرورت تھی جو ایک ہی وقت میں نبی بھی ہو۔ بادشاہ بھی ہو اور جرنیل بھی ہو۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰؑ کو اس کام کے لئے چنا۔ اور چونکہ انسانی عقل بہت ترقی کر چکی تھی۔ ایک کامل نظام رائج ہو چکا تھا۔ فلسفہ اپنے کمال کو پہنچ رہا تھا۔ اس وقت ضرورت تھی ایک ایسے شخص کی جو آدم بھی ہو نوح بھی ہو اور ابراہیم بھی ہو۔ پس موسیٰؑ ان تینوں شانوں کے ساتھ آئے۔ اور ان کے ذریعہ سے وہ تفصیلی ہدایت نامہ دنیا کو دیا گیا۔ جس کا تعلق سیاست، روحانیت اور تمدن تینوں سے تھا اور جس میں سیاسی ہدایات بھی تھیں اور روحانی بھی اور تمدنی بھی۔ چنانچہ آپ کے ذریعہ سے جو انقلاب پیدا ہوا وہ مندرجہ ذیل امور پر مشتمل تھا۔

ایک شریعت کامل۔ جو عبادات۔ روحانیت، سیاست اور تمدن کی تفصیلات پر مشتمل تھی۔ جس کی مثال اس سے پہلے کسی نبی میں نہیں پائی جاتی تھی۔ اس کے ذریعہ سے جسم و روح کے گہرے تعلق کو ظاہر کیا گیا تھا۔ اور روحانیت کے اعلیٰ مدارج کے حصول کے لئے راستہ کھول دیا گیا تھا۔ ابراہیمؑ کے وقت میں صرف جسم کی خوبی اور برتری تسلیم کی گئی تھی۔ مگر جسم اور روح کے گہرے تعلق کو صرف موسیٰؑ کے وقت میں ظاہر کیا گیا۔ اور اس طرح مدارج روحانیت کے حصول کا دروازہ بنی نوع انسان کے لئے کھول دیا گیا۔ چنانچہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

پھر ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اس شخص پر احسان عظیم کرنے کے لئے جس نے ہماری پوری فرمانبرداری کی تھی۔ وہ کتاب ہر قسم کی شرائع پر حاوی تھی۔ اور اس میں ہدایت اور رحمت کی باتیں تھیں۔ تاکہ لوگ خدا تعالیٰ کی ملاقات کا یقین کر لیں۔

پھر فرماتا ہے۔ کہ ہم نے موسیٰ کے لئے الواح میں جو کچھ لکھا۔ اس میں ہر قسم کی نصیحتیں تھیں اور ہر بات کے متعلق اس میں تفصیلی ہدایات درج تھیں۔ گویا تورات وہ پہلی الٰہی کتاب تھی جس میں بنی نوع انسان کے لئے تفصیلی ہدایات دی گئیں۔ اور انسان کو تمدن میں اتنا اعلیٰ سمجھ لیا گیا کہ اب اس سے یہ امید کی جانے لگی کہ وہ دوسروں کے فائدہ کے لئے اپنی باریک در باریک آزادیاں قربان کرنے کے لئے بھی تیار رہے۔ اور انسانی اعمال کے ہر شعبہ کے متعلق ہدایات دی گئیں۔ مثلاً عورت حائضہ ہو تو اس کے لئے یہ ہدایت ہے۔ انسان جنبی ہو تو اس کے لئے یہ ہدایت ہے۔ بیمار ہو تو اس کے لئے یہ ہدایت ہے۔ عبادت خانوں کے متعلق یہ ہدایت ہے۔ غرض موسیٰؑ کے ذریعہ سے ہر بات کے متعلق، تفصیلی ہدایات دی گئیں۔

دوسرا انقلاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوا یہ تھا کہ صفات الٰہیہ کی تفصیلات ظاہر کی گئیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں گو انسانی دماغ ترقی کر چکا تھا اور بعض صفات الٰہیہ کی باریکیاں ظاہر ہو چکی تھیں۔ مگر صفات الٰہیہ کے باریک باہمی تعلقات اور صفات الٰہیہ کا وسیع دائرہ اس وقت تک دنیا نہ سمجھنے کی اہلیت رکھتی تھی اور نہ اس کے سامنے وہ پیش کیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں دنیا اس قابل ہو گئی تھی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر صفات الٰہیہ کا وسیع اظہار کیا گیا جس کی وجہ سے نظام عالم کے سمجھنے کی قابلیت لوگوں میں پیدا ہو گئی۔ گویا صفات کا اجمالی علم تفصیل کی صورت میں بدل کر بندوں اور خدا میں اور بندوں اور بندوں میں تعلقات پیدا کرنے کی ایک بہتر صورت نکل آئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی احدیت تک دماغ نے ترقی کی تھی۔ اس حد تک ترقی نہیں کی تھی کہ وہ یہ سمجھنے کے قابل ہو تاکہ صفات الٰہیہ موجودہ حکومتوں کے مختلف ڈیپارٹمنٹوں کی طرح الگ الگ ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہم پہلے کہیں کہ ایک بادشاہ ہے جس کی اطاعت کرنی چاہئے۔ اور دوسرے وقت ہم یہ کہیں کہ اس بادشاہ کے ماتحت کئی افسر ہیں ان سب کی اطاعت کرنی چاہئے۔ اور ان کی اطاعت بادشاہ کی اطاعت ہے'۔ پھر ہم یہ بتائیں کہ یہ فلاں ڈیپارٹمنٹ کا افسر ہے اور وہ فلاں ڈیپارٹمنٹ کا۔ یہ ڈیپارٹمنٹ تعلیم سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ تربیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی بھی مختلف صفات ہیں۔ اور ان صفات کے بھی مختلف ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ جن کو پورے طور پر سمجھنے کے بعد ہی انسان کو حقیقی دعا کرنی آتی ہے۔

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہ دروازہ لوگوں پر کھول دیا گیا اور صفات الٰہیہ کے متعلق آپ کو وسیع علم دیا گیا۔ چنانچہ جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا گہرا مطالعہ کیا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ جس قدر موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے صفات الٰہیہ بیان ہوئی ہیں قریباً اتنی ہی صفات قرآن کریم نے بیان کی ہیں۔ میں نے ایک دفعہ غور کیا تو مجھے کم از کم اس وقت کوئی ایسی نئی صفت نظر نہیں آئی تھی جو قرآن نے بیان کی ہو مگر تورات نے بیان نہ کی ہو۔ وہی رب۔ رحمان۔ رحیم اور مالک یوم الدین وغیرہ صفات جو اسلام نے بیان کی ہیں وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیان کی تھیں۔ غرض موسوی دور میں انسانی دماغ اس قابل ہو گیا تھا کہ وہ صفات الٰہیہ کے جو اعلیٰ ڈیپارٹمنٹ ہیں ان کو سمجھ سکے گویا صفات الٰہیہ کا اجمالی علم تفصیل کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ اور بندوں اور خدا میں اور بندوں اور بندوں میں تعلقات کی بہترین صورت پیدا ہو گئی۔ یہی وجہ ہے کہ موسیٰ وہ پہلے نبی ہیں جن کے بعد ایک لمبا سلسلہ نبیوں کا ایسا آیا جو کلی طور پر آپ کی شریعت کے تابع تھے۔ گو نبوت ان کو براہ راست ملی تھی۔ گویا جب انسان نے خدائی صفات کے ڈیپارٹمنٹ کو سمجھنے کی کوشش کی تو خدا تعالیٰ نے کہا۔ اب تم بھی اپنے ڈیپارٹمنٹ بنا لو کہ اب تم سے آئندہ ایک ظاہری حکومت چلے گی۔ اور خلفاء آئیں گے جو حکومت کریں گے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے نبی تھے جن کے بعد مامور خلفاء لائے گئے اور آپ سے نبیوں کا ایک لمبا سلسلہ چلایا گیا جنہیں گو نبوت براہ راست ملتی تھی مگر موسوی شریعت کے وہ تابع ہوتے تھے۔

اب اس وقت مذہب ایک باقاعدہ فلسفہ بن گیا جو انسانی زندگی کے سب شعبوں پر روشنی ڈالتا تھا۔ گویا شریعت کا محل بن کر چاروں طرف سے محفوظ ہو گیا۔ یہی فلسفہ کا کمال تھا کہ ابراہیم نے جب صفات الٰہیہ کا باب پڑھا تو کہا خدایا! احیائے موتی کی صفت کا جلوہ مجھے دکھا۔ مگر موسیٰ چونکہ ابراہیم سے بہت زیادہ صفات الٰہیہ کا علم رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے کہا کہ خدایا! تیری تمام صفات کا مجھے علم ہو چکا ہے اب یہی خواہش ہے کہ تو مجھے اپنا سارا وجود دکھا دے۔ گویا ایک نے صرف ایک صفت کا جلوہ مانگا۔ مگر دوسرے نے خود خدا کا دیدار کرنا چاہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ کہتے ہیں (اے خدا احیائے موتی کی صفت کا جلوہ مجھے دکھا) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں (اے خدا مجھے اپنا وجود دکھا) وہ کہتے ہیں مجھے صفت احیاء کا نمونہ دکھاؤ۔ یہ کہتے ہیں کہ مجھے اپنا سب کچھ دکھا۔

دنیا کا یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی نبی آتا ہے تو لوگ اسے تو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے نبی کو بہت بڑا سمجھتے ہیں۔ اور جب بعد میں آنے والے نبی کی تعریف بیان کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کیا پہلے جاہل تھے؟ کیا انہیں ان باتوں کا علم نہیں تھا؟ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے خدا کو دیکھا ہے تو یہودی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ انہیں غصہ آیا۔ کہ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ ہمارا دادا کم علم والا تھا اور تم اس سے زیادہ عرفان رکھتے ہو۔ اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ اگر تم سچے ہو تو ہمیں بھی خدا دکھاؤ۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ اے موسیٰ! ہم تیری اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں جب تک ہم خود بھی خدا کو نہ دیکھ لیں اس کے معنے ایمان لانے کے نہیں وہ تو پہلے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ظاہری ایمان رکھتے تھے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ جو تو نے کہا ہے کہ میں نے خدا دیکھا اس میں تو جھوٹا ہے اور ہم تیری یہ بات ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور اگر ہمیں بھی دکھا دو تو خیر پھر مان لیں گے۔

یہی وہ انقلاب روحانی تھا۔ جو چاروں گوشوں اور چاروں دیواروں کے لحاظ سے کامل تھا اور موسیٰؑ کی یہی وہ خصوصیت ہے جس کی وجہ سے کہا گیا کہ اس انقلاب روحانی

باقی صفحہ ۴ پر

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

زیرِ نظر تصویر میں تین مختلف ملکوں کے احمدی باشندے موجود ہیں۔ ایک جو برصغیر کی تقسیم کے کئی سال بعد ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ دینی علوم کی تعلیم حاصل کی اور مربی بن گئے۔ ایک ہندوستان میں پیدا ہوئے برصغیر کی تقسیم کے موقعہ پر برصغیر میں موجود ہونے کی بجائے مغربی افریقہ میں یہ شخص موجود تھا اور ۱۹۵۰ء میں جب وہاں سے پہلی دفعہ واپس آیا تو پاکستان کو اپنا ملک چنا۔ چنانچہ عدن سے بمبئی جانے کی بجائے کراچی کا سفر کیا اور اس طرح پاکستانی بن گیا۔ یہ کہنا شائد ضروری ہے کہ یہ شخص خاکسار ہے۔ ہندوستانی اور پاکستانی کے علاوہ پانچ اشخاص عرب سے تعلق رکھتے ہیں۔ تصویر اسلام آباد ٹلفورڈ میں میرے ہی کیمرے سے لی گئی تھی۔ ہم سب مکرم عبدالماجد صاحب طاہر کی رہائش گاہ کے بالکل قریب آپس میں ملے جہاں میرے علاوہ یہ سب دوست مقیم تھے۔ دو نوجوان عربوں نے جن کی پیدائش ۱۹۴۵ء سے بعد کی ہے بڑے ادب کے رنگ میں جھک کر پاکستانی سے سلام کیا۔ اب مجھے کہہ لینے دیجئے کہ مجھ سے سلام کیا ان میں سے دونوں پہلی دفعہ انگلستان گئے تھے۔ مجھے نام سے جانتے ہوں گے اس لئے کہ ان کے مشن میں میرا تذکرہ رہنے کی کئی وجوہ ہیں۔ لیکن میری شکل سے شناسا نہیں تھے۔ ایک اور دوست کئی دفعہ ربوہ آچکے ہیں ان سے نہ صرف شناسائی ہے بلکہ محبت اور عقیدت کی گہری دوستی بھی ہے۔ باقی دو جنہیں میں ان کے اپنے ملک میں ۱۹۴۵ء میں ملا تھا انہوں نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا اور خوب زور زور سے معانقہ بھی کیا اور دائیں اور بائیں جانب بوسے بھی دئے۔ نہایت بے تابی کے رنگ میں وہ مجھ سے میرا احوال پوچھتے رہے میں اپنی ٹوٹی پھوٹی عربی زبان میں انہیں جواب دیتا رہا اور وہ میری ٹوٹی پھوٹی عربی سے خوش ہو ہو کر مزید سوال کرتے رہے۔ ان میں سے ایک نہ صرف پرانے مہربان تھے بلکہ محسن بھی کیونکہ جب میں ۱۹۴۵ء میں ان کے پاس قیام پذیر تھا اور عربی زبان سے تقریباً نابلد تو یہ اکثر شام کے وقت بیت الذکر کے سامنے بنچ پر بیٹھ کر مجھے عربی سکھایا کرتے تھے۔ زبان سکھانے کے کئی انداز ہیں۔ کوئی الفاظ یاد کراتا ہے کوئی فقروں کی ساخت بتاتا ہے کوئی گفتگو کرتا ہے ان کا انداز یہ تھا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا کوئی عربی شعر پڑھتے تھے اور مجھ سے کہتے تھے کہ تم اس کی تشریح کرو۔ جیسی بھی ٹوٹی پھوٹی عربی میں میں بات کرتا تشریح کے بعد جو خلاء رہ جاتے تھے وہ خلاء یہ مجھے بتایا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے عربی زبان کی ایسی چاٹ لگا دی کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ملک میں تین چار مہینے قیام کرنے کے باوجود اور بعض عربی کتابیں اور رسالے پڑھنے کے باوجود مجھے زیادہ تر عربی کا شوق انہی کی وجہ سے پیدا ہوا۔ میں انہیں اپنا محسن نہ کہوں تو کیا کہوں۔ وہاں عام طور پر چھوٹے بچوں کو دیکھ کر میرے دل میں ایک زبردست خواہش پیدا ہوتی تھی کہ کاش میرے بچے بھی اسی طرح عربی زبان میں گفتگو کر سکتے۔ لیکن اس بات کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جس ماحول میں آپ رہتے ہیں وہی زبان آسانی سے بول سکتے ہیں۔ پنجاب میں رہ کر تو میرے بچے کسی طرح بھی اس طرح عربی نہیں بول سکتے تھے جس طرح یہاں کے بچے۔ اس بات کا امکان تو تھا کہ میرے بچے عربی زبان کی تعلیم حاصل کر لیتے۔ اگرچہ اس کا بھی انہیں موقعہ نہ ملا لیکن اس بات کا کوئی امکان نہیں تھا کہ وہ وہاں کے بچوں کی طرح عربی زبان بولیں۔ اگرچہ جیسا کہ میں نے کہا ہے یہ میری دلی خواہش تھی۔

مجھے عربی سے کچھ اتنا لگاؤ ہو گیا کہ میں نے نائیجیریا میں قیام کے دوران ایک عرب سفارت کار سے عربی اخبار لے کر اس کا مطالعہ شروع کیا جب میں سیرالیون میں تھا تو میں نے اپنے سلسلے کی جو کتابیں عربی زبان میں ترجمہ ہو چکی ہیں ان کی اصل کتابوں کے ساتھ ملا کر عربی پڑھی۔ اس لئے کہ میرے دل میں جذبہ ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ اردو اور انگریزی تو سکولوں میں اور کالجوں میں پڑھ لی اور انگریزی میں کام بھی بہت کیا۔ لیکن عربی زبان سے جو اُنس ہے اس کے نتیجہ میں میں عربی زبان بولنی اور لکھنی ضرور آنی چاہئے لکھنا تو خیر دور کی بات ہے بولنی ہی آجائے چنانچہ نائیجیریا اور سیرالیون میں میں نے اکثر یہ کوشش کی کہ جو لوگ ایسے علاقوں کے وہاں آتے تھے جن کی زبان عربی ہے ان کے ساتھ عربی ہی میں گفتگو کی جائے۔

ایک اور شخص جن کا میں نے ذکر کیا ہے کہ وہ کئی دفعہ ربوہ آچکے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت مخیر ہیں۔ دین کا بہت بڑا جذبہ رکھتے ہیں۔ جب انگلستان میں سلسلے کی کتب کا ترجمہ کیا جانا شروع ہوا تو انہوں نے ایک کتاب کے لئے ایک خاصی رقم حضرت امام جماعت الرابع کی خدمت میں پیش کی کہ یہ ایک ترجمہ کے لئے میری طرف سے قبول فرمائیں۔ انہوں نے ایک دو کتابیں بھی شائع کیں۔ جو مجھے یہاں ربوہ میں بطور وکیل التصنیف ملیں اور وہ تصنیف کی لائبریری میں رکھی گئیں۔

جس ہندوستانی کا میں نے ذکر کیا ہے وہ ایک نوجوان مربی ہے۔ اور اگرچہ اس میں حیرت کی تو کوئی بات نہیں لیکن ان کی زبان سے نہایت شستہ عربی زبان سن کر دل کو بڑی راحت ہوئی۔ میں جانتا ہوں کہ جو شخص کچھ عرصہ عرب میں رہے گا وہ عربی زبان بول سکے گا۔ لیکن صرف بول سکنا کافی نہیں۔ بولنے کے مختلف طریق ہیں ٹوٹی پھوٹی زبان بولی جا سکتی ہے۔ کتابی عربی بولی جا سکتی ہے۔ لیکن عربوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے انہی کے لہجے میں انہی کے انداز میں عربی زبان میں گفتگو کرنا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ یہ ہندوستانی دوست اسی طرح عربی زبان بولتے تھے اور انہیں سن سن کر دل خوش ہوتا تھا۔ ان عرب دوستوں سے اس لئے بھی محبت ہے کہ یہ عرب ہیں اور عرب کا نام ہی سن کر دل میں ایک محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کے ساتھ تو میں کچھ وقت بھی گذار چکا تھا لیکن ایک اور بات بھی ان سے محبت کے جذبے کو آگے بڑھاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے تک میرے کزن مولانا محمد شریف صاحب ان دوستون کے ساتھ رہے وہ اپنی بیگم کو ساتھ لے کر وہاں گئے ہوئے تھے۔ اور ان کی یہ بیگم میری تایا زاد بہن تھی۔ تین بچوں کو چھوڑ کر میری یہ بہن فوت ہو گئی۔ بچے چھوٹے تھے محترم مولانا صاحب کے گھر کا انتظام مشکل سے مشکل تر ہو گیا۔ تو ان لوگوں نے نہایت محبت اور پیار کے ساتھ اپنی ایک بیٹی ان کے ساتھ بیاہ دی۔ اور جب مولانا محمد شریف صاحب واپس پاکستان تشریف لائے تو وہ بہن ان کے ساتھ پاکستان آئیں۔ اور ایک لمبے عرصے سے یہاں رہ رہی ہیں۔ ان کے ایک بھائی کبھی کبھی انہیں امریکہ سے ملنے تو آتے ہیں لیکن ان کی وہاں سے عدم موجودگی میں ان کے والد فوت ہوئے۔ ان کی والدہ فوت ہوئیں۔ ان کے کئی اور رشتہ دار فوت ہوئے اور وہ اپنے رشتہ داروں سے تعزیت بھی نہ کر سکیں۔ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ وہ پاکستان میں رہ رہی ہیں۔ آج کل وہ بھی جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کے لئے انگلستان گئی ہوئی ہیں۔ ان کی ایک بیٹی میرے ایک بیٹے سے بیاہی ہوئی ہے۔ اور جب ان کی بیٹی کی رخصتی کا وقت آیا تو محترم حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے ایک مختصر سی تقریر میں ہماری اس خوش قسمتی کا اظہار کیا کہ اس بچی میں عرب خون ہے گویا کہ یہ بات بھی ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ ہمیں اپنی اس عرب بہن سے ویسی ہی محبت ہے جیسی اپنی سگی بہنوں سے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ایسا پیار کا سلوک کرتی ہیں گویا کہ یہیں پیدا ہوئی ہوں۔ اور یہیں پلی بڑھی ہوں۔ اور ہم ہی اس کے حقیقی رشتہ دار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے بچوں کو تادیر صحت و سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے اور خدمت دین کی توفیق عطا کرتا رہے۔ یہ تصویر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے اسلام آباد ٹلفورڈ میں لی گئی تھی اس میں ایک ہندوستانی دوست ہیں ایک پاکستانی ہے اور پانچ عرب ہیں۔ تین ملکوں کے احمدی باشندوں نے اس تصویر کو رونق بخشی ہوئی ہے۔

بقیہ صفحہ ۳

گی آخری تحریک بھی موسیٰؑ کے نقش قدم پر ہو گی چنانچہ فرمایا:۔

"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی طرف کان دھریو۔" (استثناء ۱۶-۱۵/۱۸)

اور پھر آخری کلام میں فرمایا کہ محمد ﷺ جو کامل اور اکمل شریعت لائے ہیں یہ گو ہر لحاظ سے سابقہ الہامی کتب پر فضیلت رکھتی ہے مگر ظاہری تکمیل کے لحاظ سے اسے موسیٰؑ کی شریعت سے مشابہت ہے۔ دوسروں سے نہیں۔ دوسروں کی کتابوں کی ایسی ہی مثال ہے جیسے متفرق کمرے بنے ہوئے ہوں اور موسیٰؑ کی شریعت کی ایسی ہی مثال ہے جیسے ایک مکان ہو جس میں مختلف ضرورتوں کے لئے الگ الگ کمرے بنے ہوئے ہوں۔ اور سب ضرورتوں کا اس میں مکمل انتظام موجود ہو۔ اور گو قرآن کریم تاج محل کی طرح دوسرے سب مکانوں سے ممتاز ہے مگر مشابہت کے لحاظ سے اسے مکان سے ہی مشابہت دی جا سکتی ہے الگ الگ بنے ہوئے کمروں سے نہیں۔ پس موسیٰ وہ پہلا نبی تھا جسے وہ کامل قانون ملا جو سب نظام پر حاوی تھا۔ گو اعلیٰ تفصیلات کے لحاظ سے اس میں بھی نقص تھا۔

ہر احمدی کو اپنے نفس کو جانچنا چاہئے

ہر احمدی کو اپنے نفس کو اس طرح جانچنا چاہئے کہ جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے وہ اس طرح خرچ کرتا ہے کہ نہیں کہ "خصاصہ" کے باوجود پھر بھی خرچ کر رہا ہوں اور مال کی محبت حائل ہو رہی ہو۔ اور پھر بھی خرچ کر رہا ہو۔ اگر وہ اس طرح خرچ کرتا ہے تو وہ مقام محفوظ پہ ہوتا ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

عبدالستار خان مربی سلسلہ

حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بسمل

حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بسمل حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور فدائی رفیق تھے۔ ۱۹۰۰ء میں آپ کو بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہی وہ سال ہے جس میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب از خوست کابل۔ خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر (برصغیر ہندو پاکستان کے مشہور سیاسی لیڈر علی برادران کے بڑے بھائی) حضرت حافظ روشن علی صاحب اور حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب کو بھی قبول احمدیت کی توفیق حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بسمل فارسی کے قادرالکلام شاعر تھے۔ جب آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیعت میں داخل ہوئے تو اپنے اخلاص کے اظہار میں حضرت صاحب کے سامنے ایک نظم پیش کی جسے سن کر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آپ کے کلام کو فردوسی کا ہمرنگ قرار دیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول تو فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب اتنے بڑے عالم ہیں کہ مجھے رشک آتا ہے کہ کاش مجھے بھی ایسا علم عربی زبان میں ہوتا۔ (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۱۶۷)

ایران کا ملک الشعراء سنجر جب ہندوستان آیا تو حضرت مولانا بسمل صاحب کی شاعری کا ڈنکا بج رہا تھا اس لئے مولانا بسمل صاحب اور سنجر میں ملاقات ہوئی اور بسمل صاحب کے کلام کو دیکھ کر وہ بے اختیار کہہ اٹھا

واللہ من بہتر ازیں نے تو انم گفت

آپ کی پیدائش ۱۸۳۹ء کے قریب معلوم ہوتی ہے۔ والدین نے آپ کا نام عباداللہ رکھا مگر آپ کے استاد نے اسے غلط قرار دے کر عبیداللہ نام تجویز کیا۔ بسمل آپ کا تخلص تھا۔

مولانا کے والد بزرگوار مہتاب خان (مظہر جمال) حضرت امام علی شاہ صاحب سجادہ نشین رتر چھتر کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کا وطن دھرم کوٹ ضلع گورداسپور تھا پھر امرتسر' لاہور' بمبئی' بھوپال' رامپور وغیرہ میں آپ سکونت پذیر رہے۔

حضرت بسمل صاحب پہلے سنی تھے۔ پھر شیعہ ہوئے اور اس مسلک میں عظیم مقام پیدا کر لیا تھا۔ ارجح المطالب آپ کی اسی زمانہ کی تصنیف ہے جو سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سوانح میں سند تسلیم کی جاتی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ کی خبر ملی تو تحقیق شروع کر دی' "سر الخلافہ" حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تصنیف کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے اور زندگی کے آخر دم تک سلسلہ احمدیہ کی علمی خدمات میں مصروف رہے۔ آپ کے رشتہ دار بڑے بڑے عہدیدار اور امیر کبیر تھے مگر بسمل صاحب ان سب سے بے نیاز اور در مولا کے فقیر' خدا تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں۔

باتو گردست میدہد خویشی
بادشاہی کنم بدرویشی

یعنی اگر خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے تو درویشی بادشاہی سے بہتر ہے

آپ کی طبیعت شروع ہی سے علم طب اور علوم دینیہ کی طرف بہت مائل تھی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد بمبئی چلے گئے جہاں آپ نے ایرانیوں سے فارسی سیکھی۔ پھر عربی ادب اور علم طب پر عبور حاصل کیا۔ رامپور۔ بھوپال اور حیدر آباد دکن میں کتب خانوں کے مہتمم مقرر ہوئے۔

داستان مظالم احمدیت قبول کرنے کے بعد جب آپ رامپور میں مقیم تھے تو قبول احمدیت کی وجہ سے ریاست کے بعض کارندوں نے ان پر بے حد مظالم توڑے۔ ان کے بچے چھین لئے۔ ان کی بیوی کو الگ کر لیا۔ انہیں بھوکا پیاسا رکھا اور بالآخر رامپور سے اخراج کا حکم دے دیا۔ مگر حضرت مولوی صاحب کے پائے استقلال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لحہ کے لئے بھی لغزش نہ ہوئی۔ اور آپ پورے ثبات کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ ان مظالم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا صاحب فرماتے ہیں۔

میرے محلہ میں ایک شریر النفس شخص رہتا تھا اسے ایک مشہور مخالف اور ایک مجسٹریٹ نے جو دونوں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے شدید مخالف تھے میرے خلاف اکسایا اور اس نے تمام محلہ داروں کو مجھے زدوکوب کرنے حتیٰ کہ مار ڈالنے پر ابھارا۔ اور اس قدر مجھ پر سختیاں ہونے لگیں کہ گلی کوچہ میں چلنا دشوار ہو گیا۔ ہر طرف سے اینٹ پتھر پڑتے۔ لوگ گالیاں دیتے۔ اور ایذا پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا جاتا۔ اس وقت میرے گھر کے قرب عبدالمجید کباب فروش اور محمد خان کمپونڈر دو احمدی رہتے تھے۔ قاسم علی خان صاحب مجھ سے ایک محلہ کے فاصلہ پر تھے ہم چاروں کے لوگ درپے آزار ہو گئے۔ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک ہمیں گالیاں دیتے' ایک دن جس مکان میں میں رہتا تھا محلہ والوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اینٹ گارا پتھر کیچڑ' گوبر' جو ان کے ہاتھ لگا پھینکنے لگے اور پانی بند کر دیا میں اپنے بچوں کو یہ سمجھا کر کہ دروازہ بند کر کے اندر بیٹھے رہو' چندہ خان احمدی کے ساتھ جو اتفاقاً" میرے پاس آئے ہوئے تھے بھوکا پیاسا گھر سے نکلا۔ اس روز ہم نے کوئی کھانا نہ کھایا اور نہ پکا سکتے تھے۔ میری بیوی نے اندر دروازہ بند کر کے سوکھا آٹا گھی میں بھونا اور گڑ ڈال کر پنجیری بنائی اور وہی ہم نے کھائی لیکن پانی اس روز ایک گھونٹ تک میسر نہ آیا میں گلی کوچہ سے چھپتا چھپاتا سکول کے محاذ میں جہاں میری دوسری بیوی رہتی تھی اس کے ماموں کے پاس پہنچا۔ لیکن اس کی آنکھیں بھی بدلی ہوئی تھیں۔ اس نے کہا جہاں تمہارے سینگ سمائیں چلے جاؤ۔ آخر محمد خان بریلی چلا گیا۔ عبدالمجید بھی گھر چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ مگر میں تمام دن بھوکا پیاسا سکول میں رہا۔ رات کے وقت جب نصف شب گزر چکی تو گھر پہنچا۔ اس وقت گلی کوچے سب خالی تھے۔ میں اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر غیر راستوں سے ہوتا ہوا ہندوؤں کے کوچہ میں پہنچا۔ جہاں میں نے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا۔ وہاں جا کر ایک "بیت" سے پینے کے لئے پانی نکالا مگر اتفاق سے وہ کھاری نکلا۔ لیکن جوں توں کر کے وہی پیا۔ اور اسی سے روٹیاں پکائیں کیونکہ بچے سب بھوکے تھے۔

گرفتاری میرا ارادہ تھا کہ میں رامپور سے نکل جاؤں مگر اتفاقاً" مجھ کو دست آنے لگ گئے جس کی وجہ سے میں روانہ نہ ہو سکا چار روز کے بعد ابھی مجھے پورا افاقہ نہ ہوا تھا کہ رات کے دو بجے وہی مجسٹریٹ معہ کوتوال قریباً ساٹھ آدمی پولیس کے لے کر مجھ کو تلاش کرتے ہوئے آ نکلے پہلے وہ اسی مکان میں گئے جہاں میں رہا کرتا تھا۔ پھر میری بیوی کے ماموں کے گھر گئے۔ جب دونوں جگہ میں نہ ملا تو ایک پولیس مین ان کو لے کر ہندوؤں کے اس کوچہ میں پہنچا جو ستھی کے کنویں کے نام سے مشہور تھا۔ دراصل اس کانسٹیبل نے مجھے اس کوچہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس کی رہنمائی میں یہ سب لوگ میرے مکان پر آئے اور چاروں طرف سے میرے مکان کا محاصرہ کر کے دروزاہ کھٹکھٹایا۔ میں نیند سے اٹھ کر ننگے سر یہ خبر لینے کے لئے کہ دروازہ پر کون ہے باہر نکلا۔ دروازے پر دو سپاہیوں نے میرے دونوں بازو پکڑ لئے اور مجسٹریٹ کی طرف جو سامنے کمر پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا اشارہ کر کے کہا دیکھو مجسٹریٹ صاحب کیا فرماتے ہیں۔ میں نے کہا خیر باشد کیسے تشریف آوری ہوئی۔ کہنے لگے سنجن خان نے تم پر دعویٰ کیا ہے کہ اس کی بھانجی کی لڑکیاں تمہارے پاس ہیں میں نے کہا عقلاً عرفاً شرعاً قانوناً اس کا کیا حق ہے؟ اس کی بھانجی میری بیوی ہے اور وہ دونوں میری لڑکیاں ہیں۔ مگر اس پر سپاہیوں کو حکم دے دیا گیا کہ اندر گھس کے سب کو پکڑ لو۔ اس بیوی سے میرے چار بچے تھے یعنی ایک لڑکا اور تین لڑکیاں۔ پولیس نے ان چاروں کو زیر حراست کر لیا۔ البتہ خالق رضا اور ہادی رضا کو چھوڑ دیا۔ جو دوسری بیوی سے تھے۔ میری بیوی نے جب شور مچایا کہ تم پردے میں چلے آئے ہو ستر کا کوئی لحاظ نہیں رکھا تو مجسٹریٹ صاحب نے کہا خاموش رہو ورنہ زبان کاٹ لی جائے گی۔ ان چاروں بچوں کو تانگے میں بٹھا کر سنجن خان کے حوالے کر دیا گیا اور کوچے سے باہر لا کر میری جامہ تلاشی لی گئی۔ میں تعجب میں تھا کہ ایک ڈاکو یا بٹمار کے واسطے اس قدر پولیس جمع نہیں کی جاتی جتنی مجھ عاجز اور ناتوان انسان کے واسطے جمع کی گئی ہے لیکن بجائے حواس باختہ ہونے کے میرا دل اس وقت نہایت قوی تھا۔ باہر ایک شخص کی چارپائی پر بستر بچھا تھا۔ مجسٹریٹ صاحب اس پر بیٹھ گئے۔ مگر وہ تو پائینتی کی طرف بیٹھے اور خاکسار سرہانے کی طرف۔ کوتوال صاحب اس ظلم سے خوف کھاتے ہوئے جو مجھ پر کیا جا رہا تھا (بیت) میں چلے گئے۔ مجسٹریٹ صاحب کچھ لکھتے رہے۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا لکھا کیونکہ مجھ کو پڑھ کر نہ سنایا گیا۔ ساتھ سید احمد صاحب وکیل بھی تھے (جو بفضل خدا بعد میں احمدی ہو گئے) انہیں مجسٹریٹ نے میرے خلاف وکیل بنایا تھا۔ مجسٹریٹ نے کچھ لکھ لکھا کر نائب کوتوال سے کہا کہ مولوی صاحب کا انگوٹھا لگوا لو۔ اس نے میرے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر سیاہی لگا کر اس کے لکھے ہوئے پر لگا لیا۔ اور مجسٹریٹ صاحب فرمانے لگے ذوالفقار علی خان سے اب کہو جس قدر زور لگانا ہو لگا لے' میں نے کہا (-) میں اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ غالباً میرے گناہوں کی سزا مجھ کو مل گئی ہے۔ خدا مجھے معاف کرے۔

روانگی اس پر ایک تانگے والے سے کہا گیا کہ مولوی صاحب کو پکڑ کر تانگہ میں بٹھا لو اور اسٹیشن پر پہنچا دو۔ میں نے کہا مجھ کو اجازت ہو کہ میں اپنے گھر کے لوگوں کو کچھ وصیت کر لوں۔ مجسٹریٹ صاحب کہنے لگے سرکار کا یہ حکم تو نہیں مگر میں اپنی طرف سے کہتا ہوں کہ تم ان سے بات کر لو۔ میں نے اندر جا کر اپنی بیوی سے کہا۔ میں اب جاتا ہوں۔ بیوی کہنے لگی۔ میں بھی چلتی ہوں۔ میں یہاں نہیں ٹھہروں گی۔ میں نے کہا' نہیں' تمہارے بھائی ہیں ان کے پاس چلی جاؤ۔ کہنے لگی نہیں' میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ میں نے مجسٹریٹ صاحب سے کہا کہ اجازت ہو تو سامان باندھ

باقی صفحہ ۶ پر

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

قبرص میں مساجد کا افسوسناک انہدام

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک سے شائع ہوتا ہے۔ ہمیں ایک لمبے عرصہ سے اس کے مطالعہ کا موقعہ مل رہا ہے۔ آج سے کئی سال پہلے ہماری بعض تفصیلی گزارشات پر اس پرچہ میں تبصرے بھی شائع ہوئے۔ ہم نے ایک دفعہ اس کے مدیر مولانا سمیع الحق صاحب کو ربوہ آنے کی دعوت بھی دی تھی۔ اور وہ اس طرح کہ ہمیں پتہ چلا کہ وہ ربوہ کے پاس سے گذرے ہیں تو ہم نے ان سے کہا کہ اگر آپ چند منٹ کے لئے ربوہ میں قیام فرماتے تو ہماری خوشی کا باعث ہوتا۔ لیکن بہرحال وہ نہ آئے یا نہ آسکے۔ اب ان کے پرچہ میں "قبرص میں مساجد کے انہدام کا سلسلہ" کے عنوان سے ایک نوٹ چھپا ہے۔ لکھا ہے

"گزشتہ دنوں قبرص میں ایک چار سو سال پرانی تاریخی مسجد کو بم لگا کر شہید کر دیا گیا یونانی قبرصیوں کی جانب سے مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو تباہ کرنے کا یہ پچھلے دو ماہ کے عرصہ میں دوسرا واقعہ ہے۔

اس قسم کے شرمناک واقعات کا وسیع تر تناظر میں جائزہ لینے سے ایک بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اسلام دشمن طاقتوں اور بالخصوص بھارت اور مغربی ملکوں کا سارا زور مسلمانوں کو دہشت گرد، غیر مہذب اور جنگ وجدال کی دلدادہ قوم ثابت کرنے پر صرف ہوتا ہے۔ لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ اگر ٹھوس حقائق پر نگاہ ڈالی جائے تو معاملہ اس کے بالکل برعکس دکھائی دیتا ہے۔ بھارتی ہندو جو اپنے آپ کو بڑے فخر کے ساتھ گاندھی کے فلسفہ اہنسا یعنی عدم تشدد کے پیروکار کہلاتے ہیں۔ حقیقی زندگی میں کتنے درندہ صفت اور خونخوار ہو چکے ہیں کہ اس کی کوئی مثال پورے ایشیا میں نہیں ملے گی۔ لیکن بھارتی پراپیگنڈہ مشینری اور مغرب کے بعض نام نہاد انسان دوست ممالک کے نزدیک دہشت گرد پھر بھی کشمیری مسلمان ہیں یا پاکستان کے عوام جو ان بھارتی مظالم کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔ بالکل یہی صورت مغرب کی نمائندہ طاقتوں کی ہے۔ فلسطینی نوجوانوں نے ایک بحری جہاز اغوا کر لیا تو کسی عام مغربی باشندہ نے نہیں بلکہ اس وقت کے امریکی صدر نے اسے پوری انسانی تہذیب کے خلاف اقدام قرار دیا۔ اب بھی کسی مسلمان سے جبر و استبداد کی گھٹن میں کوئی واقعہ سرزد ہو جاتا ہے تو ساری دنیا کے ایک ارب مسلمان غیر مہذب، دہشت گرد اور تخریب کار قرار دے دیئے جاتے ہیں۔ بھارت کے متعصب ہندوؤں نے باقاعدہ اعلان کر کے تاریخی بابری مسجد کو شہید کر دیا کسی مغربی حکومت کے ذریعہ ابلاغ یا انسانی حقوق کی تنظیم نے ہندوؤں کو متعصب اور دہشت گرد قرار نہیں دیا۔ اسی طرح اب یونانی قبرص جزیرہ میں واقعہ تاریخی مساجد کو مسمار کر رہے ہیں تو کوئی اسے انسانی تہذیب کے خلاف سازش قرار دینے کو تیار نہیں۔ اگر خدانخواستہ دنیا کے کسی کونے میں کوئی مسلمان کسی دوسرے مذہب کی عبادت گاہ پر ایک پتھر بھی پھینک دیتا تو دنیا بھر کی اسلام دشمن طاقتیں اس وقت چار دانگ عالم میں مسلمانوں کو متعصب وتنگ نظر اور غیر مہذب ثابت کرنے کے لئے کانوں پر ہاتھ رکھ کر چیخ وپکار کر رہی ہوتیں۔ (دراصل یہ ایک خط ہے جو الحاج عبدالمنان المہندس نے مکتہ المکرمتہ سے لکھا اور الحق میں شائع ہوا)

ہمیں اس خط کے متن پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ سوائے اس کے کہ دنیا کا کوئی مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ تعلیم دینے کی تو بات ہی اور ہے۔ کہ کسی مذہب کی عبادت گاہ کو مسمار کیا جائے۔ یا کسی طرح نقصان پہنچایا جائے۔ ہر مذہب اپنی عبادت گاہ کو اور دوسروں کی عبادت گاہ کو قائم رکھنے کا فریضہ سرانجام دینے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن کیا ایسا ہو رہا ہے۔ کیا کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی خاص مذہب کی عبادت گاہ کو مسمار کر کے اس کی اینٹیں بھی اٹھا کر لے جاؤ اگر ایسا نہیں تو بعض مذاہب کے لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ قبرص میں جن مساجد کو مسمار کیا گیا ہے۔ ان کا ہمیں دلی افسوس ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اگر یہ خبر درست ہے تو قبرصی حکومت مسلمانوں سے معافی مانگے اور بعینہٖ ویسی ہی مساجد تعمیر کر کے مسلمانوں کے حوالے کرے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ اگر کسی ایک مذہب کی عبادت گاہ کے مسمار ہونے پر تکلیف کا اظہار کیا جاتا ہے تو خلوص اور تقویٰ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کسی اور مذہب کی عبادت گاہ کے مسمار کئے جانے پر بھی ویسے ہی جذبات کا اظہار کیا جائے۔ ہمیں اس خط کے باقی موضوعات پر کہنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ سب سے زیادہ اہم بات جو اس میں کہی گئی ہے وہ کسی مذہب کی عبادت گاہ کے مسمار کرنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۵

ہیں کہنے لگے آپ اندر نہیں جا سکتے۔ بیوی سے کہہ دو کہ جو اسباب باندھنا ہے' باندھ لے۔ میں نے بیوی سے کہا کہ سامان اور بستر وغیرہ چھوڑ دو صرف کتابوں کا گٹھڑ باندھ لو۔ اس نے عجلت میں جو کتابیں ہاتھ آئیں باندھ لیں باقی وہیں رہ گئیں۔ غرض تمام اسباب اسی مکان میں سپرد خدا کرتے ہوئے صرف کتابوں کی ایک گٹھڑی لے کر ہم چار آدمی دو لڑکے اور ہم میاں بیوی تانگے پر سوار کئے گئے اور دو پولیس مین ہمارے ساتھ کر دیئے گئے۔ ایک آگے اور ایک پیچھے اور تاکید کی گئی کہ راستہ میں کسی جگہ یہ اترنے نہ پائیں۔ راستہ میں صدن خان کا مکان تھا جہاں میری دوسری بیوی اور شیر خوار بچہ تھا۔ میں نے چاہا کہ ان سے مل لوں اور انہیں کچھ کہہ لوں مگر ان دونوں سپاہیوں نے اس کی اجازت نہ دی۔ ناچار مدرسہ کے محاذ میں تانگہ کھڑا کرا کر میں نے صدن خان کو آواز دی وہ باہر آیا اور تانگہ کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ ہم تو رات بھر نہیں سوئے کیونکہ پولیس نے بار بار آکر ہم کو کریدا کہ مولوی صاحب کہاں ہیں۔؟ اب اس خیال میں تھے کہ تمہارے پاس پہنچیں۔ میں نے کہا' میں خود ہی آگیا ہوں اور اب مجبوراً جاتا ہوں' کہنے لگے میری بھانجی کو کیا ہو گا۔ میں نے کہا۔ اگر وہ میرے ساتھ چلتی ہیں تو بچے کو لے کر آجائیں کہنے لگے یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر تم احمدی ہو تو میری بھانجی کو طلاق دے دو اور گر طلاق نہ بھی دو تو چونکہ تم غیر مذہب والے ثابت ہو چکے ہو اس لئے نکاح کہاں۔ میں نے کہا جیسی تمہاری خوشی۔ تانگے والے نے کہا میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا۔ وہاں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر سٹیشن تھا۔ جہاں مجھ کو پہنچایا گیا اور تانگہ والا کرایہ طلب کرنے لگا۔ مگر میرے پاس اس وقت کچھ نہیں تھا۔ میں نے آٹھ آنے کی چادر گاڑھے کی جس میں کتابیں بندھی ہوئی تھیں اس کو دے کر ہاتھ جوڑے کہ میرے پاس اور کچھ نہیں۔ معاف کرو چنانچہ بدقت تمام اس سے جان چھڑائی۔

اسٹیشن پر احمدی بھائیوں سے ملاقات

اتنے میں رات کے چار بج گئے۔ اور مراد آباد سے ریل آگئی اس میں سے ایک شخص جو میرا اور قاسم علی خان صاحب کا واقف تھا' اترا اور حیرت زدہ ہو کر میرا حال پوچھنے لگا۔ میں نے کہا راستہ میں قاسم علی خان کا مکان پڑتا ہے مہربانی کر کے ان سے کہتے جانا صبح آٹھ بجے سے پہلے جو گاڑی مراد آباد کو جانے والی ہے۔ اس وقت مجھے ملیں۔ کیونکہ میرے پاس کوئی کرایہ نہ تھا۔ صبح نماز کے قریب قاسم علی خان اور چندہ خان میرے پاس پہنچ گئے۔ قاسم علی خان نے پندرہ روپے اور چندہ خان نے پانچ روپے مجھے دیئے اتنے میں مولانا ذوالفقار علی خان صاحب کا آدمی پہنچا اس نے بیس روپے دیئے اور ریل پر سوار کرایا۔ قاسم علی خان صاحب اس وقت تک جب تک ریل نہیں چلی اسٹیشن پر ٹھہرے رہے۔ میں نے دہلی کا ٹکٹ لیا اور دہلی سے ٹونک کا ارادہ کیا۔ کیونکہ میری بیوی کی پھوپھی ٹونک میں رہتی تھی اور اس کا خاوند نواب صاحب ٹونک کا میر منشی تھا۔ دہلی کے سٹیشن پر شیخ احمد حسین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ رامپور مجھ سے ملے اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگے۔ میں تو اسی روز سمجھ گیا تھا جس روز آپ کی نواب صاحب سے مذہبی گفتگو ہوئی تھی کہ آپ کا اب رامپور میں رہنا اچھا نہیں چونکہ دہلی میں تین چار گھنٹہ ٹھہرنا تھا میں حضرت میر قاسم علی صاحب سے ملنے چلا گیا۔ میر صاحب سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے۔ ایجنٹ صاحب سے اپنا حال بیان کرنا تھا۔ میں نے کہا' میں نے عہد کر لیا ہے کہ سوائے خدا کے اپنا حال کسی سے نہیں کہوں گا۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ حضرت امام جماعت احمدیہ الاول وفات پا چکے تھے اور مولوی محمد علی صاحب قادیان چھوڑ کر لاہور جا رہے تھے۔ میں نے اس خیال سے کہ سلسلہ احمدیہ پر ایک سخت مشکل کا وقت آیا ہوا ہے اپنا حال حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی خدمت میں تحریر نہ کیا دہلی سے ٹونک پہنچا اور وہاں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ بچے بچے کی زبان پر میرا تمام ماجرا چڑھا ہوا ہے۔ نہ معلوم یہ بات ان میں کس نے پھیلا دی۔ میں چار ماہ تک وہاں رہا'

اسی دوران حضرت مولوی شیر علی صاحب کا خط مع تیس روپے کے منی آرڈر کے پہنچا جس میں لکھا تھا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ فوراً مع اہل و عیال قادیان چلے آؤ۔ دراصل قاسم علی خان صاحب اور مولانا ذوالفقار علی خان صاحب اس اثنا میں قادیان گئے تھے اور انہوں نے مفصل حالات حضرت صاحب کی خدمت میں بیان کر دیئے تھے' میں حسب الارشاد قادیان آگیا اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے مجھ کو مدرسہ احمدیہ میں پڑھانے پر لگا دیا۔

اس دوران میں نے سنا کہ ایک عورت جو میرے خلاف بہت کچھ حصہ لیتی تھی طاعون سے مر گئی۔ وہ کانسٹیبل جس نے پولیس کو میرا گھر بتایا تھا۔ وہ اور اس کا بھائی ایک سرقہ کے مقدمہ میں ماخوذ ہو کر ملازمت سے برطرف کر دیئے گئے اور تین تین سال کے لئے سزایاب ہو گئے۔ مجسٹریٹ پر فالج گرا اور نہایت بری حالت میں مرا۔ اور اس کا تمام خاندان تباہ ہو گیا۔

ہوم سیکرٹری جو میری تخریب میں حصہ لیتا تھا

نواب صاحب کا اس پر عتاب ہوا اور وہ رامپور سے نکالا گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے ان تمام لوگوں کو سخت ماخوذ کیا۔ قدرت خدا ہے کہ سید احمد صاحب وکیل میری اس تقریر سے جو گرفتاری کے وقت میں نے مجسٹریٹ کے سامنے کی تھی اور میرے اس استقلال کو دیکھ کر جو میں نے ظاہر کیا تھا اور میری اس دعا کو سن کر جو میں نے ان الفاظ میں کی تھی کہ میں اپنا غم اور دکھ صرف اللہ سے ہی بیان کرتا ہوں اور اس سے ہی مدد چاہتا ہوں۔ سے متاثر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ حضرت مولانا بسمل صاحب کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر فرماتے ہیں آپ کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا لائبریریاں آپ نے اپنے سینہ کے اندر ڈال لی ہیں اور آپ چلتی پھرتی انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ علم مناظرہ۔ منطق۔ فلسفہ فارسی اور عربی ادب دنیا کے مذاہب کی تاریخ سب پر عبور حاصل تھا۔

تصانیف آپ کی دس کے قریب تصانیف ہیں۔ رام پور کی رہائش کے زمانہ میں مسدس مدوجذر اسلام پر قلم اٹھایا جس کی نسبت اہل قلم نے بہت تعریفی کلمات لکھے۔ منشی امیر احمد صاحب۔ امیر مینائی اور منشی امیر اللہ صاحب تسلیم نے مولانا بسمل کی مدح سرائی میں جو کچھ لکھا وہ ریاست رام پور کے کتب خانوں کی رپورٹ میں درج ہے۔

ترجمان فارسی لکھی جو فارسی زبان کے قواعد سکھانے کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس کتاب پر مولانا شبلی نعمانی صاحب مولانا الطاف حسین حالی صاحب پروفیسر مولوی ذکاء اللہ صاحب۔ سید امیر علی صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ خان بہادر پیرزادہ محمد حسین خان صاحب ایم اے ڈسٹرکٹ جج اور بہل صاحب بہادر' ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب نے شاندار ریویو لکھے جس پر یونیورسٹی نے اس کتاب پر آپ کو ۳۰۰ روپے کا انعام دیا۔ اور مدارس پنجاب کے کورس سرمایہ خرد' پیرایہ خرد گنجینہ خرد کے ابتدائی صفحات ترجمان فارسی کے انتخابات سے مزین ہوئے۔

اسی طرح آپ کی تصنیف فارسی بول چال بلوچستان کے سکولوں میں عرصہ تک ٹیکسٹ بک رہی۔ ارجح المطالب حضرت علیؓ کی سیرۃ طیبہ اور مناقب پر بے نظیر کتاب ہے جو شیعہ ہونے کی حالت میں آپ نے تحریر فرمائی اور ہندوستان بھر میں اس کتاب کی وجہ سے آپ کی شہرت کو چار چاند لگے۔ لوگ حیرت میں ڈوب گئے جب انہوں نے یہ سنا کہ یہ شیعہ عالم تحقیق کے بعد احمدی ہو گیا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کے خلاف مخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ رامپور میں آپ پر دردناک مظالم ڈھائے گئے۔

آپ کی ایک تصنیف مراۃ الاسلام ہے۔ امیر امان اللہ خان والی کابل کے خسر طرزی صاحب جو کہنہ مشق شاعر اور اور قدر دانِ شعراء تھے وہ ایک مرتبہ لاہور آئے۔ مولانا بسمل صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اور آپ کی کتاب مراۃ الاسلام پڑھ کر کہنے لگے ہمارا ہندوستان کا سفر بیکار نہیں گیا۔ یہ بہت ہی مفید تحفہ ہے

ایک مثنوی لکھی جس میں حضرت نبی کریم ﷺ کی نعت بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح اس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت امام جماعت احمدیہ الاول اور الثانی اور قادیان کی مدح وتوصیف بیان کی گی ہے۔

اسی طرح حیات بسمل مثنوی لکھی۔ حق الیقین فی معنی خاتم النبین اردو نثر میں لکھی۔ قصیدہ نعتیہ آنحضرت کی مدح میں ۱۹۷ اشعار پر مشتمل لکھا۔

قندپارسی۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی درخواست پر یہ مثنوی لکھی جو آپ کے وصال کے بعد طبع ہوئی۔

کشتی نوح کا فارسی ترجمہ کرنے کی آپ کو سعادت نصیب ہوئی اسی طرح "تذکرہ......" کا فارسی ترجمہ حضرت بانی سلسلہ کے زمانہ میں کیا۔

حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب فرماتے ہیں بسمل صاحب علم وفضل کے آفتاب فن شعر میں کامل اخلاقی اعتبار سے پیکر انکسار۔ بے غرض رُو بخدا۔ احمدیت کے دلدادہ۔ جہاں استاد۔ شہرت سے نفور اور ایسے ہی عاجز طبع کہ خود ہماری جماعت میں بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ ہم میں ایک ایسا استاد فن اور باکمال شخص ہوا ہے جس کا بدل ہندوستان میں گزشتہ صدی میں کوئی نظر نہیں آتا۔

آپ نے سو سال کی عمر میں ۲۹ ستمبر ۱۹۳۸ء کو وفات پائی۔ حضرت امام جماعت الثانی نے نماز جنازہ پڑھائی اور نعش کو کندھا دیا آپ بفضل تعالیٰ موصی تھے بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کیا گیا اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پتہ درکار ہے

○ مکرمہ نذیر بیگم صاحبہ وصیت نمبر ۱۲۳۶۳ بیوہ محمد امیر صاحب (وفات یافتہ) نے جوڑا دیوان صاحب ضلع شیخوپورہ سے وصیت کی تھی موصیہ کا دفتر سے کوئی رابطہ نہیں اگر خود پڑھیں یا ان کے بارہ میں کسی کو علم ہو تو براہ کرم فوری دفتر وصیت کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

اطلاعات و اعلانات

رپورٹ وقار عمل واقفین نو احمد آباد سانگرہ ضلع جھنگ

○ مورخہ ۵۔ اگست بروز جمعۃ المبارک احمد آباد سانگرہ ضلع جھنگ کے ۱۰ واقفین نو نے صبح ۷ بجے وقار عمل کیا۔ بیت الذکر کی صفائی کی گئی۔ اور راستہ ہموار کیا گیا وقار عمل میں واقفین نو کے ساتھ ان کے والدین بھی شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں واقفین نو کی ہر میدان میں کما حقہ ٹریننگ کی توفیق عطا فرمائے۔

(وکالت وقف نو)

اعلان تعطیل

○ مورخہ ۶۔ ستمبر ۱۹۹۴ کو دفتر الفضل میں تعطیل رہے گی لہٰذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(مینیجر)

کفالت یکصد یتامیٰ کے بارے میں ضروری اعلانات

امانت یکصد یتامیٰ

۱۔ جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہش مند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کرکے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے تین صد روپیہ ماہوار سے سات صد روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہئیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔

مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثاء توجہ فرماویں

۲۔ حضرت صاحب کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشاندہی کرکے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقبل انتظام کیا جا سکے۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی' دار الضیافت ربوہ

ہومیوپیتھک کتب و ادویات
دنیا بھر میں کہیں بھی درکار ہوں تو ہم ڈاک خرچ کے ساتھ آپ کو بھجوا سکتے ہیں۔ مثلاً
• جرمن و پاکستانی پوٹنسیاں • جرمن و پاکستانی بائیوکیمک • جرمن و پاکستانی مدر ٹنکچرز
• جرمن پیٹنٹ ادویات • ہر قسم کی ٹکیاں و گولیاں • خالی کیپسولز • شوگر آف ملک
• خالی شیشیاں وڈراپرز •
• اردو ہومیو کتب میں خصوصاً ڈاکٹر عابد حسین صاحب کی ابتدائی چار کتب کا سیٹ ۱۵% خصوصی رعائت کے ساتھ۔ یہ سیٹ مبتدیوں کیلئے عام فہم اور آسان ہے اور پرانے ہومیوپیتھس کیلئے جامع اور فکر انگیز ہے۔
• ڈاکٹر محمد مسعود قریشی صاحب کی بائیوکیمسٹری اور تحقیق الادویہ ڈاکٹر کینٹ کی ہومیوپیتھک فلسفہ' اسی طرح ڈاکٹر کلارک کی THE PRESCRIBER اور ڈاکٹر بورک کی METERIA MEDICA WITH REPERTORY انگلش میں وغیرہ
کیور ٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر لجہ ہومیو) گولبازار ربوہ
فون: 04524-771
04524-211283
فیکس 92-04524-212299

خبریں

ربوہ: 4- ستمبر-1994ء
گذشتہ روز دن بھر بادل رہے
ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں
درجہ حرارت کم از کم 28 درجے سنٹی گریڈ
اور زیادہ سے زیادہ 36 درجے سنٹی گریڈ

○ کامونکی کے نواحی گاؤں کوٹلی آنند میں گذشتہ روز خون کی ایسی ہولی کھیلی گئی جس کی مثال پنجاب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ پرانی دشمنی کے بدلے چکانے کے لئے ایک ہی خاندان کے ۱۳ افراد کو گولیوں سے بھون دیا گیا۔ اندھا دھند فائرنگ رات کو سوتے میں کی گئی۔ قاتل لاشوں پر بھنگڑا ڈالتے رہے۔ قتل ہونے والوں میں گاؤں کا نمبردار چوہدری بشیر اللہ صاحب کا بھائی اللہ دتہ۔ نمبردار کے دو بیٹے اس کے رشتہ دار کمسن بچے اور دو بچیاں بھی شامل ہیں۔ حملہ دو مکانوں پر کیا گیا۔ اس دشمنی کے نتیجے میں اب تک ۱۸ افراد قتل ہو چکے ہیں۔

○ لاہور میں ٹاؤن شپ کے ایک ہوٹل کی چھت گرنے سے ۷ افراد ہلاک اور ۳۰ زخمی ہو گئے۔ بارش کے باعث ہوٹل میں معمول سے زیادہ لوگ جمع تھے اور وی سی آر پر فلم دیکھنے میں مشغول تھے۔

○ سابق ایم پی اے اور پیپلز پارٹی پنجاب کے نائب صدر عبدالقادر شاہین نے سابق وزیراعظم نواز شریف کے خلاف نااہلی کا ریفرنس سپیکر اور چیف الیکشن کمشنر کو بھجوا دیا ہے۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایٹم بم کے بارے میں بیان دیکر آفیشل سیکرٹ ایکٹ اور اپنے حلف کی خلاف ورزی کی ہے اس کے علاوہ صدر، وزیراعظم اور آرمی چیف کے نام ایک مراسلہ میں بھی مسٹر نواز شریف کے خلاف کارروائی کی استدعا کی گئی ہے۔

○ لاہور سمیت پنجاب بھر میں اور کراچی سمیت سندھ میں ہفتہ کے روز طوفانی بارشیں ہونے سے کئی مکانات گر گئے۔ لاہور میں تین تین فٹ گہرا پانی کئی جگہوں پر کھڑا ہو گیا ہے۔ طیاروں کی پرواز کا شیڈول درہم برہم ہو گیا۔ کاروبار زندگی معطل۔ کراچی اور اندرون سندھ میں ۱۷ افراد جاں بحق ہو گئے۔ سب ڈویژن ہالہ میں ایک درجن گاؤں اور سینکڑوں مکانات بارش کے پانی کی نذر ہو گئے۔ ان طوفانی بارشوں سے شدید سیلاب کا خطرہ ہے۔

○ کراچی میں بارش سے ۹ افراد جاں بحق ہو گئے۔ خدا کی بستی اور لال شہباز کالونی زیر آب آجانے سے ۱۵۰۰ افراد بے گھر ہو گئے۔ سڑکوں اور گلیوں نے ندی نالوں کی شکل اختیار کرلی ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ صدر اور وزیراعظم کو ایک ساتھ اقتدار سے نکالیں گے۔ ہم نے اعلان جہاد کر دیا ہے۔ پیپلز پارٹی اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ انہوں نے کہا کہ میں پاکستان کے خلاف ہونے والی سازشیں بے نقاب کرتا ہوں تو یہ چلانے لگتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پیپلز پارٹی کا لانگ مارچ اپنی حکومت کی قربانی دیکر ناکام بنایا تھا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ بے نظیر غیر ملکی اشارے پر ملک کی بربادی کا منصوبہ لے کر اقتدار میں آئی ہیں۔

○ حزب اختلاف کے لیڈر شیخ رشید نے کہا ہے کہ ہم حکومت کے خاتمے تک اعلان جنگ کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اگر ٹرین نہ چلنے دی گئی تو حکومت کو بھی چلنے نہیں دیا جائے گا۔ "منو" نگران وزیراعظم کو قبول نہیں کریں گے۔ کوئی مائی کا لال ہے تو نواز شریف کو گرفتار کرکے دکھا دے۔

○ وفاقی وزیر قانون مسٹر اقبال حیدر نے کہا ہے کہ ہم عدلیہ کو متنازعہ بنانے کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیں گے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں جھڑپوں میں ۲۰ بھارتی فوجی ہلاک اور ۸ حریت پسند شہید ہو گئے۔ فوجیوں نے ایک لڑکی سمیت ۵ شہریوں کو حراست میں لے کر شہید کر دیا۔

○ اپوزیشن لیڈر چوہدری شجاعت نے کہا ہے کہ قاہرہ کانفرنس میں شرکت بیرونی اشارے پر ملک کو تباہ کرنے کی سازش ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ایک جرنیل نے ہمیں الیکشن ہروا دیا۔

○ مصر کے صدر حسنی مبارک نے کہا ہے کہ قاہرہ میں بہبود آبادی کانفرنس میں شریک نہ ہونے سے مسلمانوں کا نقصان ہوگا۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو قاہرہ کانفرنس میں شرکت کے لئے قاہرہ روانہ ہو گئی ہیں۔

○ سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے قاہرہ کانفرنس میں عدم شرکت سے ہم اپنا نکتہ نظر پیش کرنے سے محروم ہو جائیں گے۔

○ کینیڈا نے بھی مقبوضہ کشمیر کی کشیدہ صورت حال پر اظہار تشویش کیا ہے۔

○ سفارتی ذرائع کا کہنا ہے کہ ایٹمی پروگرام منجمد کرنے پر رضامندی کے بغیر بے نظیر کا دورۂ امریکہ بے نتیجہ ہوگا۔ ایسی یقین دہانی کے بغیر ارکان کانگرس پریسلر ترمیم میں لچک پیدا کرنے کے متعلق پاکستانی حکومت کی کسی درخواست پر غور نہیں کریں گے۔